اجتہاد کا تاریخی پس منظر

دورِ ثالث ائمۂ مجتہدین کا اجتہاد

(۵)

جناب مولانا محمد تقی امینی صاحب ناظم دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

اسلامی معاشرہ کی کشمکش اور مجتہدین کی کارگذاری

اس دور میں ایرانی، رومی، کلدانی، حبشی، قبطی، ترکستانی اور سندھی قومیں اسلام کے حلقۂ بگوش یا زیر اقتدار تھیں جن کا اپنا مخصوص معاشرہ اور تمدن تھا۔ ان کے عادات و معاملات مختلف تھے۔ معاشی و سیاسی نظام میں تفاوت تھا۔ کہیں ایرانی تہذیب و قانون کو دخل تھا تو کہیں رومی تمدن و قانون کا اثر تھا۔ ان لوگوں کے اختلاط سے اسلامی معاشرہ میں ایک عجیب کشمکش پیدا ہوئی اور ان کے ساتھ معاملات نے بہت سے نئے مسائل پیدا کئے نیز حالات کی تبدیلی سے بعض قدیم مسائل کے موقع و محل متعین کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ ائمۂ مجتہدین کو اللہ کروٹ کروٹ چین نصیب کرے کہ انھوں نے نہ صرف وقتی اور زمانی حالات کا مقابلہ کیا بلکہ اجتہاد کے ایسے زرّیں اصول وضع کئے کہ ان کے ذریعہ ہر دور و زمانہ میں نمو پذیر زندگی اور ترقی پذیر معاشرہ کی رہنمائی آسان ہو گئی۔

اجتہاد کے زرّیں اصول وضع کرنے کے بعد بھی اس کی مذکورہ تینوں شکلیں برقرار

رہیں۔ لیکن ان شکلوں کو جس قدر وسعت دی گئی اس کی کسی قدر تفصیل درج ذیل ہے۔

اجتہاد توضیحی سے متعلق قواعد و قوانین کی تقسیم

اجتہاد توضیحی (جس میں الفاظ و معانی اور موقع و محل تینوں میں نظر ڈالنے کی ضرورت ہوتی ہے) کو وسعت دینے کے زرّیں اصول (قواعد و قوانین) کو مختصراً اس طرح تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(۱) وہ جن کا تعلق حکم پر نص (قرآن و حدیث) کی دلالت سے ہے۔

(۲) وہ جن کا تعلق حکم کے نص کی شمولیت سے ہے۔

(۳) وہ جن کا تعلق حکم کے لئے نص کی معرفت سے ہے۔

ان سب کا تعلق الفاظ و معانی کی وضاحت اور موقع و محل کی تعیین سے ہے جن کے ذریعہ اجتہاد توضیحی میں حکم کا ثبوت ہوتا ہے جیسا کہ ہر ایک کی تعریف سے ظاہر ہے۔

(۱) حکم پر دلالت نص کی ابتداءً دو قسمیں ہیں:

(ا) نص کے الفاظ کی دلالت اور

(ب) نص کے مفہوم کی دلالت

نص کے الفاظ کی دلالت

(ا) پھر اول (نص کے الفاظ کی دلالت) کی تین قسمیں ہیں:

(۱) عبارت النص

(۲) اشارۃ النص

(۳) اقتضاء النص

عبارت النص

عبارۃ النص سے ثابت وہ حکم ہے جو ظاہری کلام سے سمجھ میں آئے اور اصلاً یا ضمناً کلام اسی کے لئے لایا گیا ہو یعنی کلام سے وہی مقصود ہو۔[۱]

---

[۱] ابوبکر محمد بن احمد بن ابی سہل السرخسی۔ اصول السرخسی ج ۱ باب بیان الاحکام الثابتۃ بظاہر النص دون القیاس والرائی۔

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً[1]

اگر تم ڈرو کہ یتیم لڑکیوں کے ساتھ انصاف نہ کر سکو گے تو اور عورتوں سے نکاح کر لو جو تمہیں پسند آئیں دو دو تین تین چار چار۔ پھر اگر ڈرو کہ تم ان میں انصاف نہ کر سکو گے تو ایک ہی سے نکاح کرو۔

اس آیت سے عبارۃ النص کے ذریعہ (۱) اصلاً تعدد ازواج کی اجازت (۲) عدل کی توقع نہ ہونے کی صورت میں صرف ایک عورت پر اکتفاء کا وجوب اور (۳) ضمناً شادی کی اباحت کا ثبوت ہوتا ہے۔

وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا[2]

اللہ نے خرید و فروخت کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا۔

اس سے عبارۃ النص کے ذریعہ بیع کی حلت اور سود کی حرمت نیز بیع اور سود میں مماثلت (ایک جیسے) نہ ہونے کا ثبوت ہوتا ہے۔

اشارۃ النص

(۲) اشارۃ النص سے ثابت وہ حکم ہے جو ظاہری کلام سے سمجھ میں نہ آئے اور کلام اس کے لئے لایا بھی نہ گیا ہو (وہ مقصود نہ ہو) لیکن کلام میں اشارہ اس کی طرف موجود ہو جو توجہ کرنے سے سمجھ میں آجائے[3] جیسے اوپر نکاح والی آیت میں اشارۃ النص کے ذریعہ ثابت ہوتا ہے کہ بیوی کے ساتھ عدل و انصاف بہرحال واجب ہے خواہ ایک ہو یا زیادہ ہوں۔

وَعَلَی الْمَوْلُوْدِ لَہٗ رِزْقُھُنَّ وَکِسْوَتُھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ[4]

اور باپ پر دودھ پلانے والی عورتوں کا کھانا و کپڑا ہے دستور کے مطابق۔

---

[1] النساء ع ۱ [2] البقرہ ع ۳۸ [3] اصول السرخسی حوالہ بالا [4] البقرہ ع ۳۰

اس سے اشارۃ النص کے ذریعے نسب کی نسبت کا ثبوت باپ کی طرف ہوتا ہے کیونکہ مولود (بیٹا) کی نسبت "وعلی المولود لہ" میں باپ کی طرف حرف لام کے ذریعہ کی گئی ہے جو اختصاص کے لئے آتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ نسب کی نسبت تنہا باپ کے لیے مخصوص ہے ماں اس میں شریک نہیں ہے اگر لام کو استحقاق وملکیت کے معنی میں لیا جائے تو پھر باپ کی خصوصیت اس نسبت میں باقی نہ رہے گی کیونکہ استحقاق وملکیت میں ماں اور باپ دونوں شریک ہیں۔ جس طرح عبارۃ النص کے ذریعہ دودھ پلانے والیوں کے اخراجات کا ثبوت تنہا باپ کے ذمہ ہے، ماں اس میں شریک نہیں ہے۔ اسی طرح اشارۃ النص کے ذریعہ نسب کی نسبت کا ثبوت تنہا باپ کی طرف ہے ماں اس میں شریک نہیں ہے۔

اقتضاء النص

(۳) اقتضاء النص سے ثابت وہ حکم ہے جو موجودہ کلام سے نہیں بلکہ اس میں کوئی مناسب وناگزیر محذوف (اضافہ) تسلیم کیا جائے اور اس سے وہ حکم سمجھ میں آئے۔[۱]

یہ محذوف کلام سے خارج نہیں ہوتا بلکہ اس کو شامل اور مفہوم کی وضاحت میں اس کا محتاج ہوتا ہے عموماً اس کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) محذوف پر کلام کی سچائی موقوف ہو جائے

رفع عن امتی الخطاء والنسیان[۲] میری امت سے خطا ونسیان اٹھا دیا گیا ہے۔

ظاہر ہے کہ خطا ونسیان واقع ہوتا رہتا ہے اس کے اٹھا دینے کے کوئی معنی نہیں ہیں لا محالہ کوئی لفظ ایسا محذوف ہوگا کہ جس کی طرف اٹھا دینے کا حکم منسوب کیا جا سکے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کلام خلاف واقعہ نہ قرار پائے وہ محذوف موقع کی مناسبت سے لفظ اثم (گناہ) یا اس کے مشابہ کوئی لفظ ہے یعنی خطا ونسیان کا گناہ میری امت سے اٹھا دیا گیا ہے

---

[۱] اصول السرخسی حوالہ بالا [۲] طبرانی۔ کبیر۔ عن ثوبان

اس محذوف کی تائید دوسری اور کئی روایتوں سے بھی ہوتی ہے۔[1]

(ب) محذوف پر عقلاً کلام کی صحت موقوف ہو۔

واسأل القریۃ[2] آپ بستی والوں سے سوال کیجئے۔

یہاں لفظ "اہل" محذوف ہے اور اس کی طرف کلمہ سوال کی نسبت ہے کیونکہ اہل بستی ہی سے سوال ہوسکتا ہے بستی سے سوال کرنے کے عقلاً کوئی معنی نہیں ہیں۔

(ج) محذوف پر شرعاً کلام کی صحت موقوف ہو۔

فمن عفی لہ من اخیہ شیئ فاتباع بالمعروف واداء الیہ باحسان[3] جس کو اس کے بھائی (فریق مقابل) کی طرف سے کچھ معافی مل جائے تو معقول طریقہ سے مطالبہ کرنا اور خوبی کے ساتھ ادا کردینا چاہیئے۔

قصاص (جان کا بدلہ جان) سے معافی کی صورت میں مطالبہ اور ادائیگی کا حکم اسی صورت میں صحیح ہوسکتا ہے جبکہ اس جگہ مال مطلوب محذوف مانا جائے ورنہ مطالبہ اور ادائیگی کے کوئی معنی نہیں رہتے ہیں۔

اقتضاء النص سے متعلق چند ضابطے موقع و محل کی مناسبت سے اگر یہ محذوف متعین ہے تو چاہے وہ عام ہو یا خاص اس سے حکم متعلق کردیا جائے گا جیسے

حرمت علیکم المیتۃ[4] تمہارے اوپر مردار حرام کیا گیا ہے

یہاں لفظ "اکل" محذوف ہے یعنی "اکل المیتۃ" مردار کا کھانا حرام کیا گیا ہے

حرمت علیکم امھاتکم[5] تمہارے اوپر تمہاری مائیں حرام کی گئی ہیں۔

---

[1] ملاحظہ ہو ابن ماجہ عن ابی ذر۔ حاکم عن ابن عباس ومشکوۃ باب ثواب ہذہ الامۃ۔

[2] یوسف رع ۱۰ [3] البقرہ ع ۲۲ [4] المائدہ ع ۱ [5] النساء ع ۴

یہاں لفظ نکاح محذوف ہے یعنی "نکاح امہاتکم" تمہارے اوپر تمہاری ماؤں سے نکاح حرام کیا گیا ہے۔ اور اگر محذوف متعین نہیں ہے بلکہ کئی کا احتمال ہو سکتا اور ان میں کسی بھی ایک کے ساتھ حکم متعلق کیا جا سکتا ہے تو ایسی صورت میں کسی ایک کو محذوف مانا جائے یا عام لفظ کو محذوف مانا جائے جو سب کو شامل ہو؟ مجتہدین کی ایک جماعت اس بات کی قائل ہے کہ عام لفظ محذوف مان کر اس سے حکم متعلق کیا جائے اور دوسری جماعت کہتی ہے کسی ایک متعین کو محذوف مان کر اس سے حکم متعلق کیا جائے۔

اس اختلاف کا اثر بہت سے مسائل میں ظاہر ہوتا ہے مثلاً کوئی شخص بھول کر خطاء یا جہالت سے نماز میں کوئی بات کر لے تو شافعیہ مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک نماز نہ باطل ہوگی۔ ان لوگوں نے مذکورہ حدیث "رفع عن امتی الخطاء والنسیان" میں عام لفظ "حکم" کو محذوف مانا ہے یعنی "حکم الخطاء والنسیان" اور لفظ "حکم" عام ہے جو دنیوی (نماز نہ باطل ہونا) اور آخروی (مواخذہ نہ ہونا) دونوں کو شامل ہے۔ احناف کے نزدیک مذکورہ صورت میں نماز باطل ہو جائے گی ان کے نزدیک سہو اور عمد میں کوئی فرق نہیں ہے یہ حضرات مذکورہ حدیث میں لفظ "اثم" (گناہ) محذوف مانتے ہیں جس سے آخرت میں مواخذہ نہ ہونا مراد ہے دنیوی مواخذہ (نماز باطل ہو جانا) سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ دوسری حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

مجتہدین کی ہر دو جماعت کے پاس اپنی اپنی دلیلیں اور تائیدی حدیثیں ہیں جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے۔

ثبوتِ حکم میں عبارت النص کو تقدم حاصل ہوگا

ثبوتِ حکم کے لحاظ سے دلالتِ نص کی تینوں قسمیں (عبارۃ النص اشارۃ النص اور اقتضاء النص) ایک درجہ اور مرتبہ میں نہیں ہیں بلکہ عبارۃ النص سے جو حکم ثابت ہوتا ہے وہ زیادہ قوی ہے پھر بالترتیب اشارۃ النص اور اقتضاء النص کا درجہ ہے۔ درجوں اور مرتبوں کا یہ فرق عام حالت میں ظاہر نہیں

ہوتا بلکہ تعارض ٹکراؤ کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے یعنی اگر کسی آیت سے عبارۃ النص کے ذریعہ کوئی حکم ثابت ہو اور دوسری آیت سے اشارۃ النص یا اقتضاء النص کے ذریعہ اس کے خلاف ثابت ہو تو عبارۃ النص سے ثابت شدہ حکم پر عمل ہو گا اشارۃ النص یا اقتضاء النص سے ثابت شدہ حکم پر عمل نہ ہو گا۔

اشارۃ النص پر تقدم کی مثال

مثلاً اس آیت سے عبارۃ النص کے ذریعہ وجوب قصاص کا حکم ثابت ہوتا ہے۔

یا ایہا الذین آمنوا کتب علیکم القصاص فی القتلی [۱]	اے ایمان والو مقتولین کے بارے میں تمہارے اوپر قصاص (جان کے بدلہ جان) فرض کیا گیا ہے۔

لیکن اس دوسری آیت سے اشارۃ النص کے ذریعہ وجوب قصاص کا حکم نہیں ثابت ہوتا۔

ومن یقتل مومناً متعمداً فجزاءہ جہنم خالداً فیہا وغضب اللہ علیہ ولعنہ واعد لہ عذاباً عظیماً [۲]	جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کر دے تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اللہ اس پر غضبناک ہو گا اور اس پر لعنت کرے گا اور اس کے لئے عذاب عظیم تیار رکھے گا۔

آیت میں بیان سزا کے موقع پر جو تمام تر سزا مذکور ہے وہ صرف اخروی ہے دنیوی کچھ نہیں ہے دنیوی سزا نہ ہونا اشارۃ النص سے ثابت ہے جبکہ اوپر کی پہلی آیت میں عبارۃ النص کے ذریعہ دنیوی سزا (قصاص) ثابت ہے۔ ایسی صورت میں "عبارت" پر عمل ہو گا "اشارہ" پر نہ ہو گا یعنی قصاص واجب ہو گا۔

---

[۱] البقرہ ع ۲۲ ۔ [۲] النساء ع ۱۳

وعلی المولود لہ رزقھن وکسوتھن بالمعروف [1]

اور باپ پر دستور کے مطابق دودھ پلانے والیوں کا کھانا کپڑا ہے۔

باپ پر چونکہ دودھ پلانے والیوں کے اخراجات کی ذمہ داری ہے اس بنا پر اشارۃ النص کے ذریعہ ثابت ہوتا ہے کہ اولاد پر ماں باپ کی ذمہ داری میں باپ کو ماں پر ترجیح حاصل ہوگی یعنی اگر اولاد کے پاس ماں اور باپ دونوں میں سے صرف ایک کے اخراجات کی مقدرت ہو تو باپ کو ترجیح دی جائے گی ماں کو نہیں لیکن درج ذیل حدیث سے عبارۃ النص کے ذریعہ ایسی صورت میں باپ پر ماں کو ترجیح دینے کا ثبوت ہے اس بنا پر ماں ہی کو ترجیح ہوگی باپ کو نہ ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا:

من احق الناس بحسن صحابتی یا رسول اللہ فقال علیہ السلام امک قال ثم من قال امک قال ثم من قال امک قال ثم من قال ابوک [2]

یا رسول اللہ میرے حسن سلوک کا کون زیادہ مستحق ہے آپ نے فرمایا تیری ماں کہا پھر کون فرمایا تیری ماں کہا پھر کون فرمایا تیری ماں کہا پھر کون فرمایا تیرا باپ۔

یہ بحث آگے آئے گی کہ کس قسم کی حدیث سے قرآن کے عموم میں تخصیص پیدا کی جاسکتی ہے۔

عبارۃ النص پر تقدم کی مثال

اسی طرح مذکورہ حدیث "رفع عن امتی الخطاء والنسیان" سے اقتضاء النص کے ذریعہ ثابت ہوتا ہے کہ قتل خطا میں سزا نہ ہونی چاہیے کیونکہ خطاء اور نسیان اس امت سے اٹھا دیا گیا ہے لیکن درج ذیل آیت میں عبارۃ النص کے ذریعہ سزا کا ثبوت موجود ہے۔

---

[1] البقرہ ع ۳۰ [2] بخاری ومسلم باب البر والصلۃ

ومن قتل مومناً خطأً فتحریر رقبة مومنة ودیة مسلمة الی اھلہٖ[1]

جو شخص کسی مسلمان کو غلطی سے قتل کر دے تو ایک غلام آزاد کرنا ہے اور پوری دیت (خون کی قیمت) اس کے گھر والوں کو دینا ہے۔

نیز مذکورہ حدیث "رُفعَ الخ" سے اقتضاء النص کے ذریعہ ثابت ہوتا ہے کہ بھول جانے والے پر نماز کی قضا نہ ہونی چاہئے لیکن درج ذیل حدیث سے عبارۃ النص کے ذریعہ قضاء کا وجوب ثابت ہے۔

فاذا نسی احدکم صلوٰۃ او نام عنھا فلیصلھا اذا ذکرھا[2]

جب کوئی شخص نماز بھول جائے یا سو جائے تو جب یاد آئے تو اس کو پڑھ لے۔

نص کے مفہوم کی دلالت (ب) ثانی نص کے مفہوم کی دلالت کی دو قسمیں ہیں:

(۱) مفہوم موافق اور

(۲) مفہوم مخالف

مفہوم موافق (۱) مفہوم موافق سے ثابت وہ حکم ہے جو نص کے لفظ سے نہیں بلکہ اس کے مفہوم سے حاصل کیا جائے یعنی لفظ سے جو حکم ثابت ہوتا ہے اس کی دلالت ایک اور حکم پر ہوتی ہے جو لفظ سے ثابت شدہ حکم کے مفہوم میں موافق ہوتا ہے مثلاً قرآن حکیم میں ہے:

فلا تقل لھما اُفٍّ[3]

ماں باپ کو اُف تک مت کہو

اس میں کم سے کم ایذا پہونچانے والی بات (اونہہ) سے منع کیا گیا ہے تو اس سے زیادہ ایذا پہونچانے والی جتنی باتیں اور چیزیں ہوں گی ان سب کی بدرجۂ اولیٰ ممانعت ہوگی یہ مفہوم "ایذاء پہونچانا" ہے جو مفہوم موافق کے درجہ میں ہر چھوٹی بڑی بات اور چیز کو شامل ہے۔

---

[1] النساء ع ۱۳ [2] مسلم ومشکوٰۃ باب تعجیل الصلوٰۃ [3] بنی اسرائیل ع ۳

ان الذین یأکلون اموال الیتمی ظلما انما یأکلون فی بطونهم نارا[۱]
جو لوگ یتیموں کا ناحق مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں۔

اس میں ناحق یتیم کا مال کھانے کی ممانعت ہے جس سے مفہوم موافق کے ذریعہ مال کو تلف کرنے اور اس کی حفاظت میں کوتاہی کرنے کی تمام شکلوں کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔

مفہوم موافق کا نام دلالۃ النص

مفہوم موافق کو دلالۃ النص اور قیاس جلی بھی کہا جاتا ہے۔ دلالۃ النص اس بنا پر کہ اگرچہ نص کے الفاظ سے یہ نہیں حاصل کیا جاتا لیکن حکم کے مفہوم سے لامحالہ سمجھ میں آتا ہے[۲]۔ قیاس جلی اس بنا پر کہ نسبتہً اس میں علت ہی سے کام لیا جاتا ہے اور اشتراک علت ہی کی بنا پر دوسرے حکم پر اس کی دلالت ہوتی ہے لیکن یہ علت اس قدر ظاہر اور کھلی ہوتی ہے کہ استنباط کی ضرورت نہیں پیش آتی۔

دلالۃ النص (مفہوم موافق) کی اسی حیثیت کی بنا پر شوافع اس کو عبارت النص کا قائمقام قرار دیتے اور اشارۃ النص پر اس کو ترجیح دیتے ہیں چنانچہ قرآن حکیم کی درج ذیل آیت سے قتل خطا میں کفارہ کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔

ومن یقتل مومنا خطاً فتحریر رقبۃ مومنۃ[۳]
جو شخص کسی مسلمان کو غلطی سے قتل کردے تو ایک غلام آزاد کرنا ہے۔

قتل خطا میں جب کفارہ واجب ہے تو دلالۃ النص کے ذریعہ قتل عمد میں بدرجۂ اولیٰ واجب ہوگا لیکن احناف دلالۃ النص پر اشارۃ النص کو ترجیح دیتے ہیں چنانچہ ان کے نزدیک قتل عمد میں کفارہ نہیں ہے کیونکہ قتل عمد والی آیت ومن یقتل مومنا متعمدا الخ میں اشارۃ النص کے ذریعہ صرف اخروی سزا کا ثبوت ہوتا ہے اور اسی کو دلالت کے مقابلہ میں ترجیح حاصل ہو گی لیکن عبارۃ النص کو اس اشارۃ النص پر ترجیح ہو گی جیسا کہ اوپر دنیوی سزا کے

---

[۱] النساء ع ۱ [۲] اصول السرخسی حوالہ بالا [۳] النساء ع ۱۳

بارے میں گذرچکا اگر دلالۃ النص عبارۃ النص کے قائمقام ہوتی تو "عبارت" کی طرح "دلالت" کو بھی ترجیح دی جاتی۔

مفہوم مخالف

(۲) مفہوم مخالف سے ثابت وہ حکم ہے جو ثابت شدہ حکم کے مخالف مفہوم سے حاصل کیا جائے اس کی شکل یہ ہوتی ہے کہ ثابت شدہ حکم کسی قید کے ساتھ مقید ہوتا ہے جس جگہ وہ قید نہیں پائی جاتی وہاں اصل حکم کے خلاف حکم ثابت کیا جاتا اور یہ حکم مفہوم مخالف سے ثابت شدہ حکم سمجھا جاتا ہے لیکن اس قید کے لئے دو بڑی شرطیں ہیں جن کے بغیر مفہوم مخالف کا اعتبار نہ ہوگا۔

(۱) کلام جس قید کے ساتھ مقید کیا گیا ہے ثبوتِ حکم کے علاوہ اس کا اور کوئی فائدہ نہ ہو مثلاً رغبت دلانا احسان جتانا نفرت دلانا اور ڈرانا وغیرہ جیسا کہ اس آیت میں ہے:

یا ایہا الذین اٰمنوا لا تاکلوا الربوا اضعافا مضعفۃ[۱] | اے ایمان والو سود دوگنے پر دوگنا نہ کھاؤ

یہاں "اضعافا مضعفۃ" ---- (کئی کئی حصہ بڑھا کر) کی قید سود سے نفرت دلانے کے لئے ہے اصل مال پر جس قدر بھی زیادتی ہوگی وہ سود ہی سمجھی جائے گی جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہے۔

وان تبتم فلکم رؤس اموالکم لا تظلمون ولا تظلمون[۲] | اگر تم توبہ کرلو تو تمہارے لئے اصل مال ہے نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ تم پر کوئی ظلم کرے۔

(ب) کوئی قوی دلیل مفہوم مخالف کی مخالفت پر نہ قائم ہو مثلاً

الحر بالحر والعبد بالعبد والانثی بالانثی[۳] | قصاص میں آزاد آزاد کے بدلہ غلام غلام کے بدلہ اور عورت عورت کے بدلہ ہے۔

---

[۱] آل عمران ع ۱۳ [۲] البقرہ ع ۳۸ [۳] البقرہ ع ۲۲

اس سے مفہوم مخالف کے ذریعہ ثابت ہوتا ہے کہ عورت کے بدلہ مرد نہ قتل کیا جائے لیکن دوسری دلیل (آیت) موجود ہے کہ مرد عورت کے بدلہ قتل کیا جائے وہ یہ ہے:

ان النفس بالنفس الخ[1] — بیشک نفس (خواہ مرد ہو یا عورت) نفس کے بدلہ ہے۔

مفہوم مخالف سے استدلال میں ائمہ کا اختلاف — احناف نصوص شرعیہ (قرآن و حدیث) میں مفہوم مخالف سے استدلال کے قائل نہیں ہیں لیکن دیگر ائمہ (شوافع مالکیہ اور حنابلہ) مفہوم مخالف سے استدلال کرتے ہیں۔ اس اختلاف کا اثر بہت سے مسائل میں ظاہر ہوتا ہے۔ مثلاً قرآن حکیم کی آیت ہے

وان کن اولات حمل فانفقوا علیھن حتی یضعن حملھن[2] — اگر وہ حاملہ ہوں تو ان پر خرچ کرو یہاں تک کہ وضع حمل ہو جائے۔

اس آیت میں وہ عورت جس کو طلاق بائنہ دی گئی اور حاملہ ہے اس کے نفقہ کا ذکر ہے۔ نفقہ کے وجوب کے لئے حاملہ ہونے کی شرط ہے۔ اگر غیر حاملہ عورت کو طلاق بائنہ دی جائے تو مفہوم مخالف سے ثابت شدہ حکم یہ ہے کہ اس کا نفقہ طلاق دینے والے کے ذمہ نہ ہو گا۔ احناف کے علاوہ دوسرے اماموں کا یہی مسلک ہے لیکن امام ابو حنیفہ چونکہ مفہوم مخالف سے استدلال نہیں کرتے ہیں اس لئے ان کے نزدیک شوہر پر حسب سابق نفقہ واجب ہے۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الثیب احق بنفسھا من ولیھا[3] — ثیبہ (شادی شدہ لڑکی) اپنے ولی کے مقابلہ اپنے نفس کی زیادہ حقدار ہے۔

---

[1] المائدہ ع ۷ [2] الطلاق ع ۱

[3] مسلم و مشکوۃ کتاب النکاح باب الولی فی النکاح و استیذان المرأۃ

مفہوم مخالف سے ثابت ہے کہ باکرہ (کنواری لڑکی) کے نکاح میں ولی زیادہ حقدار ہے اس لئے اس کی رضامندی کے بغیر ولی کو نکاح کر دینے کا حق حاصل ہے۔ امام ابوحنیفہ چونکہ مفہوم مخالف سے استدلال نہیں کرتے اس لئے وہ کنواری لڑکی کے نکاح میں بھی اس کی رضامندی کے بغیر ولی کا حق نہیں تسلیم کرتے ہیں۔

ائمہ کا یہ اختلاف نصوص شرعیہ (قرآن و حدیث) میں ہے غیر نصوص شرعیہ (لوگوں کی بات چیت ان کے عرف و عادات اور معاملات وغیرہ) میں متاخرین احناف بھی مفہوم مخالف سے استدلال کرتے ہیں[1]۔

مفہوم مخالف سے استدلال کا معاملہ نازک ہے اس کے قواعد و قوانین کی مزید تفصیل اصول فقہ کی کتابوں میں دیکھنی چاہیئے۔ (باقی)

---

[1] ابن ہمام ــــ التقریر والتحبیر شرح تحریر - مفہوم المخالفۃ۔

حیات مولانا عبدالحی

مولفہ: جناب مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب

سابق ناظم ندوۃ العلماء جناب مولانا حکیم عبدالحی حسنی صاحب کے سوانح حیات، علمی و دینی کمالات و خدمات کا تذکرہ اور ان کی عربی و اردو تصانیف پر تبصرہ۔

آخر میں مولانا کے فرزند اکبر جناب مولانا حکیم سید عبدالعلیؒ کے مختصر حالات بیان کئے گئے ہیں قیمت ۵۰/۱۲ بلا جلد

ندوۃ المصنفین، اردو بازار جامع مسجد دہلی